

مسلمانوں میں مذہبی اختلافات کی ابتدا اور اس کے اسباب

— ابو الاعلیٰ مودودی —

خلافت راشدہ کا زوال جن حالات میں اور جن اسباب سے ہوا ان کے نتائج میں سے ایک اہم نتیجہ یہ بھی تھا کہ اُمتِ مسلمہ کے اندر مذہبی اختلافات رونما ہو گئے پھر ان اختلافات کو جس چیز نے جنمے اور مستقل فرقوں کی بنیاد بننے کا موقع دے دیا وہ بھی اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ نظامِ خلافت اپنی اصلی شکل پر قائم نہ رہا تھا، کیونکہ ملکیت کے نظام میں کوئی ایسا با اختیار اور معتمد علیہ ادارہ موجود نہ تھا جو اختلافات کے پیدا ہو جانے کی صورت میں اُن کو بروقت صحیح طریقے سے حل کر دیتا۔

ابتدا اس فتنے کی بھی بظاہر کچھ بہت زیادہ خطرناک نہ تھی صرف ایک شورش تھی جو بعض سیاسی اور انتظامی شکایات کی بنا پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف ان کے آخری دور میں اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اُس کی پشت پر نہ کوئی نظریہ اور فلسفہ تھا، نہ کوئی مذہبی عقیدہ۔ مگر جب اس کے نتیجے میں آنجناب کی شہادت واقع ہو گئی، اور حضرت علیؑ کے عہدِ خلافت میں نزاعات کے طوفان نے ایک زبردست خانہ جنگی کی صورت اختیار کر لی، اور جنگِ جمل، جنگِ صفین، قضیبہ، حکیم اور جنگِ نہروان کے واقعات پے در پے پیش آتے چلے گئے، تو ذہنوں میں یہ سوالات ابھرنے اور جگہ جگہ موضوعِ بحث بننے لگے کہ ان لڑائیوں میں حق پر کون ہے اور کیوں ہے؟ باطل پر کون ہے اور اس کے برسرِ باطل ہونے کے وجوہ کیا ہیں؟ کسی کے نزدیک اگر فریقین باطل پر یا حق پر ہیں تو وہ کس بنا پر یہ رائے رکھتا ہے؟ اور کوئی اگر فریقین کے معاملہ میں سکوت یا غیر جانبداری اختیار کرتا ہے تو اس کے پاس اپنی اس روش کے لیے کیا دلیل ہے؟ ان

سوالات کے نتیجے میں چند قطعی اور واضح نظریات پیدا ہوئے جو اپنی اصل کے لحاظ سے خالص سیاسی تھے، مگر بعد میں ہر نظریے کے حامی گروہ کو تبدیلی اپنا موقف مضبوط کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ دینیاتی بنیادیں فراہم کرنی پڑیں اور اس طرح یہ سیاسی فرقے رفتہ رفتہ مذہبی فرقوں میں تبدیل ہوتے چلے گئے۔

پھر جو کشت و خون اختلافات کے آغاز میں ہوا اور اس کے بعد بنی امیہ و بنی عباس کے دور میں مسلسل ہوتا رہا، اس کی وجہ سے یہ اختلافات محض عقیدہ و خیال کے اختلافات نہ رہے بلکہ ان میں وہ شدت اور حدت پیدا ہوتی چلی گئی جس نے مسلمانوں کی وحدت ملی کو سخت خطرے میں مبتلا کر دیا۔ اختلافی بحثیں گھر گھر چلی پڑیں۔ ہر بحث میں سے نئے نئے سیاسی و دینیاتی اور فلسفیانہ مسائل نکلتے رہے۔ ہر نئے مسئلے کے اٹھنے پر فرقے اور فرقوں کے اندر مزید چھوٹے چھوٹے فرقے بننے لگے۔ اور ان فرقوں کے اندر باہمی تعصبات ہی نہیں پیدا ہوئے بلکہ جھگڑا اور فسادات تک نوبت پہنچ گئی۔ کوفہ، عراق کا صدر مقام، اس طوفان کا سب سے بڑا مرکز تھا، کیونکہ عراق ہی کے علاقے میں حِمْیَر اور نہروان کے معرکے ہوئے، یہیں حضرت حسین کی شہادت کا دل دہلا دینے والا واقعہ پیش آیا، یہیں تمام بڑے بڑے فرقوں کی پیدائش ہوئی، اور اسی جگہ بنی امیہ اور پھر بنی عباس نے اپنی مخالف طاقتوں کو دبانے کے لیے سب سے زیادہ تشدد استعمال کیا۔ تفرقہ و اختلاف کے اس دور میں جو کثیر التعداد فرقے پیدا ہوئے ان سب کی جڑ و اصل چار فرقے تھے۔ شیعہ، خوارج، مُرجئیہ اور مُعتزلہ۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ ان میں سے ہر ایک کے نظریات کا خلاصہ بیان کریں گے۔

شیعہ | حامیان علی کا گروہ ابتدا میں شیعان علی کہا جاتا تھا۔ بعد میں اصطلاحاً انہیں صرف شیعہ کہا جانے لگا۔

اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنی ہاشم کے کچھ لوگ، اور دوسرے لوگوں میں سے بھی چند اصحاب، ایسے تھے جو حضرت علی کو خلافت کے لیے اہل تر سمجھتے تھے، اور بعض کا خیال یہ بھی تھا

کہ وہ دوسرے صحابہ سے اور خصوصاً حضرت عثمانؓ سے افضل ہیں، اور بعض ایسے بھی تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے رشتے کی بنا پر انہیں خلافت کا زیادہ حقدار خیال کرتے تھے، لیکن حضرت عثمانؓ کے وقت تک ان خیالات نے ایک عقیدے اور مذہب کی سی شکل اختیار نہ کی تھی۔ اس طرز خیال کے لوگ خلفائے وقت کے مخالف بھی نہ تھے بلکہ پہلے تینوں خلفاء کی خلافت تسلیم کرتے تھے۔

باقاعدہ مخصوص نظریات کے ساتھ ایک پارٹی کے وجود کا آغاز ان لڑائیوں کے زمانے میں ہوا جو حضرت طلحہ و زبیرؓ کے ساتھ معرکہ جمل میں، حضرت معاویہؓ کے ساتھ صفین میں، اور خوارج کے ساتھ نہروان میں حضرت علیؓ کو پیش آئیں۔ پھر حضرت حسینؓ کی شہادت نے ان لوگوں کی صفوں کو مجتمع کیا، ان کے جذبات میں شدت پیدا کی، اور ان کے نظریات کو ایک واضح شکل دے دی۔ علاوہ بریں بنو امیہ کے خلاف ان کے طرز حکومت کی وجہ سے عام مسلمانوں میں جو نفرت پھیلی، اور اموی و عباسی دور میں اولاد علیؓ اور ان کے حامیوں پر ظلم و ستم کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں سہرہ ردی کے جو جذبات پیدا ہوئے، انہوں نے شیعہ دعوت کو غیر معمولی طاقت بخش دی۔ کوفہ ان لوگوں کا سب سے مضبوط قلعہ تھا۔ ان کے مخصوص نظریات یہ تھے:

۱۔ امامت رجب خلافت کے بجائے ان کی مخصوص اصطلاح ہے، مصالح عامہ میں سے نہیں ہے کہ اُمت پر اس کا انتخاب چھوڑ دیا جائے اور امت کے بنانے سے کوئی شخص امام بن جائے، بلکہ دین کا ایک رکن اور اسلام کا بنیادی پتھر ہے، اور نبی کے فرائض میں سے یہ ہے کہ امام کا انتخاب اُمت پر چھوڑنے کے بجائے خود حکم صریح اس کو مقرر کر لے۔

۲۔ امام کو معصوم ہونا چاہیے، یعنی وہ تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک اور محفوظ ہو اس سے غلطی کا صدور جائز نہ ہو، اور ہر قول و فعل جو اس سے صادر ہو برحق ہو۔

۳۔ حضرت علیؓ وہ شخص ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد امام نامزد کیا تھا

۱۔ مقدمہ ابن خلدون، ص ۱۹۶، مطبعہ مصطفیٰ محمد، مصر۔ الشہرستانی، کتاب الملک والخیل، طبع لندن، ج ۱، ص ۱۰۸-۱۰۹۔

۲۔ ابن خلدون، ص ۱۹۶۔ الشہرستانی، ج ۱، ص ۱۰۹۔

اور وہ بر بنائے نقص امام تھے۔

۴۔ ہر امام کے بعد نیا امام لازماً اپنے سے پہلے امام کی نقص پر مقرر ہوگا، کیونکہ اس منصب کا فقر امت کے سپرد ہی نہیں کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے منتخب کرنے سے کوئی شخص امام ہو سکے۔

۵۔ شیعوں کے تمام گروہوں کے درمیان اس بات پر بھی اتفاق تھا کہ امامت صرف اولاد علی کا حق ہے۔

اس متفق علیہ نظریہ کے بعد شیعوں کے مختلف گروہوں کی آراء مختلف ہو گئیں۔ معتدل شیعوں کی رائے یہ تھی کہ حضرت علی افضل المخلوق ہیں۔ ان سے لڑنے والا یا ان سے بغض رکھنے والا خدا کا دشمن ہے۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور اس کا حشر کفار و منافقین کے ساتھ ہوگا۔ ابو بکر و عمر و عثمان جو ان سے پہلے خلیفہ بنا دیئے گئے تھے، اگر ان کی خلافت مانتے سے علی نے انکار کر دیا ہوتا اور ان سے ناراضی ظاہر کی ہوتی تو ہم کہتے کہ وہ بھی دوزخی ہیں۔ مگر چونکہ علی نے ان کی سرداری مان لی اور ان سے بیعت کی اور ان کے پیچھے نماز پڑھی اس لیے ہم علی کے فعل سے تجاوز نہیں کر سکتے۔ ہم علی اور نبی کے درمیان مرتبہ نبوت کے سوا کوئی فرق نہیں کرتے اور باقی تمام حقیقتوں سے ان کو نبی کے ساتھ مشترک فضیلت دیتے ہیں۔

تفتہ و شیعوں کی رائے یہ تھی کہ حضرت علی سے پہلے جن خلفائے خلافت قبول کی وہ غاصب تھے اور جن لوگوں نے ان کو خلیفہ بنایا وہ گمراہ اور ظالم تھے، کیونکہ انہوں نے نبی کی وصیت کا انکار کیا اور امام برحق کو حق سے محروم کیا۔ بعض لوگ مزید تشدد اختیار کر کے پہلے تین خلفاء اور ان کے منتخب کرنے والوں کی تکفیر بھی کرتے تھے۔

سہ الشہرستانی، ج ۱، ص ۱۰۸۔ ابن خلدون، ۱۹۶۰۔ ۱۹۷۰

بلکہ ابن خلدون ص ۱۹۷۔ الاشعری، مقالات اسلامیہ، مکتبۃ النہضة، مصر، قاہرہ طبع اول ج ۱، ص ۸۷۔

الشہرستانی، ج ۱، ص ۱۰۹۔ سہ الشہرستانی، ج ۱، ص ۱۰۸

سہ ابن ابی الحدید، شرح پنج البلاغہ، ج ۴، ص ۵۲۰

ان میں سب سے زیادہ نرم مسلک زیدیتہ کا تھا جو زید بن علی بن حسین (متوفی ۱۲۲ھ - ۴۰ھ) کے پیرو تھے۔ وہ حضرت علیؑ کو افضل مانتے تھے، مگر ان کے نزدیک افضل کی موجودگی میں غیر افضل کا امام ہونا جائز تھا۔ نیران کے نزدیک حضرت علیؑ کے حق میں شخصاً و صراحۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نص نہ تھی، اس وجہ سے وہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت تسلیم کرتے تھے۔ تاہم ان کی رائے یہ تھی کہ امام اولادِ فاطمہ میں سے کوئی اہل شخص ہونا چاہیے، بشرطیکہ وہ سلاطین کے مقابلے میں امت کا دعویٰ لے کر اٹھے اور اس کا مطالبہ کر لیں۔

خوارج شیعوں کے بالکل برعکس دوسرا گروہ خوارج کا تھا۔ یہ گروہ جنگِ صفین کے زمانہ میں اُس وقت پیدا ہوا جب حضرت علیؑ اور معاویہؓ اپنے اختلافات کا تصفیہ کرنے کے لیے دو آدمیوں کو حکم مقرر کرنے پر راضی ہو گئے۔ اُس وقت تک یہ لوگ حضرت علیؑ کے حامیوں میں سے تھے مگر تحکیم پر یہ اچانک بگڑ گئے اور انہوں نے کہا کہ خدا کے بجائے انسانوں کو فیصلہ کرنے والا مان کر آپ کافر ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد یہ اپنے نظریات میں دُور سے دُور نکلتے چلے گئے۔ اور چونکہ ان کے مزاج میں انتہائی تشدد تھا، نیز یہ اپنے سے مختلف نظریہ رکھنے والوں کے خلاف جنگ، اور غیر عادل حکومت کے خلاف خروجِ مسلح بغاوت کے قائل تھے، اس لیے انہوں نے ایک طویل مدت تک کشت و خون کا سلسلہ برپا رکھا، یہاں تک کہ عباسی دور میں ان کی قوت کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ ان کا بھی سب سے زیادہ زور عراق میں تھا اور بصرہ و کوفہ کے درمیان البطلح کے علاقے میں ان کے بڑے بڑے اڈے قائم تھے۔ ان کے نظریات کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ وہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کو درست مانتے تھے مگر حضرت عثمانؓ ان کے نزدیک اپنی خلافت کے آخر زمانہ میں عدل اور حق سے منحرف ہو گئے تھے اور قتل یا عزل کے مستحق تھے۔ حضرت علیؑ نے بھی جب غیر اللہ کو حکم بنایا تو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ نیز دونوں حکم دہنی حضرت عمرو بن العاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعری، اور ان کو حکم بنانے والے دہنی حضرت علیؑ اور حضرت

معاویہؓ) اور ان کی تحکیم پر راضی ہونے والے (یعنی علی و معاویہ کے سب ساتھی) گناہ گار تھے۔ جنگِ جمل میں شریک ہونے والے سب لوگ بھی حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ ام المؤمنین سمیت گناہ عظیم کے مرتکب تھے۔

۲۔ گناہ ان کے نزدیک کفر کا ہم معنی تھا، اور ہر مرتکبِ کبیرہ کو اگر وہ توبہ و رجوع نہ کرے، وہ کافر قرار دیتے تھے، اس لیے اوپر جن بزرگوں کا ذکر ہوا ان سب کی انہوں نے علانیہ تکفیر کی بلکہ ان پر لعنت کرنے اور انہیں گالیاں دینے سے بھی وہ نہ چوکتے تھے۔ علاوہ بریں عام مسلمانوں کو بھی انہوں نے کافر ٹھیرایا، کیونکہ اول تو وہ گناہوں سے پاک نہیں ہیں، دوسرے وہ مذکورہ بالا اصحاب کو نہ صرف مومن بلکہ اپنا پیشوا مانتے ہیں اور ان کی روایت کردہ احادیث سے احکام شرعیہ ثابت کرتے ہیں۔

۳۔ خلافت کے بارے میں ان کی رائے یہ تھی کہ وہ صرف مسلمانوں کے آزادانہ انتخاب سے ہی منعقد ہو سکتی ہے۔

۴۔ وہ یہ بات نہیں مانتے تھے کہ خلیفہ کا قریشی ہونا ضروری ہے۔ وہ کہتے تھے کہ قریشی یا غیر قریشی، جس صلاح آدمی کو بھی مسلمان منتخب کریں وہ جائز خلیفہ ہوگا۔

۵۔ ان کا خیال تھا کہ خلیفہ جب تک عدل اور صلاح کے طریقے پر قائم رہے اس کی اطاعت واجب ہے، مگر جب وہ اس طریقے سے ہٹ جائے تو پھر اس سے لڑنا اور اس کو معزول یا قتل کر دینا بھی واجب ہے۔

۶۔ قانونِ اسلام کے بنیادی مآخذ میں سے وہ قرآن کو تو مانتے تھے، مگر حدیث اور اجماع دونوں کے معاملے میں ان کا مسلک عام مسلمانوں سے مختلف تھا۔

ان میں سے ایک بڑا گروہ (جو التجذات کہلاتا تھا) اس بات کا قائل تھا کہ خلافت (یعنی ریاست) کا قیام سرے سے غیر ضروری ہے۔ مسلمانوں کو خود ہی حق کے مطابق اجتماعی طور پر عمل کرنا چاہیے۔ تاہم اگر وہ خلیفہ منتخب کرنے کی حاجت محسوس کریں تو ایسا کرنا بھی جائز ہے۔

ان کا سب سے بڑا گروہ رازقہ، اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک کہتا تھا۔ اس کا مسلک یہ تھا کہ خوارج کو اپنے سوا کسی کی اذان پر نماز کے لیے جانا روا نہیں، نہ کسی دوسرے کا ذبیحہ حلال ہے، نہ کسی دوسرے سے شادی بیاہ کا تعلق جائز ہے، نہ خارجی و غیر خارجی ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں۔ وہ دوسرے تمام مسلمانوں کے خلاف جہاد کو فرض عین سمجھتے تھے، ان کی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا اور ان کے مال لوٹ لینا مباح جانتے تھے، اور خود اپنے گروہ کے ان لوگوں کو بھی کافر قرار دیتے تھے جو اس جہاد کے لیے نہ نکلیں۔ وہ اپنے مخالفین کے ساتھ خیانت تک کو حلال سمجھتے تھے۔ ان کے تشدد کا حال یہ تھا کہ غیر مسلموں کو ان کے ہاں مسلمان کی بہ نسبت زیادہ امان نصیب تھی۔

ان کا سب سے زیادہ نرم گروہ ابا ضنیہ تھا جو عام مسلمانوں کو کافر تو قرار دیتا تھا مگر مشرک کہنے سے اجتناب کرتا تھا۔ ان لوگوں کا قول تھا کہ یہ ”غیر مومن“ ہیں۔ وہ ان کی شہادت قبول کرتے تھے۔ ان سے شادی بیاہ اور توارث جائز رکھتے تھے۔ اور ان کے علاقے کو دار الکفر یا دار الحرب نہیں بلکہ دار توحید کہتے تھے، البتہ حکومت کے مراکز کو وہ اس سے مستثنیٰ رکھتے تھے۔ مسلمانوں پر چھپ کر حملہ کرنا ان کے نزدیک ناجائز تھا، البتہ علانیہ لڑنا وہ صحیح سمجھتے تھے۔

مرجئہ | شیعوں اور خارجیوں کے انتہائی متضاد نظریات کا رد عمل ایک تیسرے گروہ کی پیدائش کی صورت میں ہوا جسے مرجئہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ حضرت علیؑ کی لڑائیوں میں جس طرح کچھ لوگ ان کے پرجوش حامی اور کچھ ان کے سخت مخالف تھے، اسی طرح ایک طبقہ غیر جانبدار لوگوں کا بھی تھا، جو یا تو غارتگری کو فتنہ سمجھ کر الگ بیٹھ رہا تھا، یا پھر اس معاملے میں

۵۰ عبدالقادر بغدادی، الفرق بین الفرق، مطبعة المعارف، مصر، صفحات ۵۵-۶۱-۶۳-۶۴-۶۵

۶۸-۸۲-۸۳-۹۹-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-

الشہرستانی، ج ۱، صفحات ۸۷، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۱۰۰

الاشعری، ج ۱، صفحات ۱۵۶، ۱۵۷-۱۵۹، ۱۸۹، ۱۹۰-المسعودی، ج ۲، ص ۱۹۱

مذہب تھا کہ حق فریقین میں سے کس کے ساتھ ہے۔ یہ لوگ اس بات کو تو ضرور محسوس کرتے تھے کہ مسلمانوں کا آپس میں کشت و خون ایک بڑی بُرائی ہے، مگر وہ لڑنے والوں میں سے کسی کو بُرا کہنے کے لیے تیار نہ تھے اور ان کا فیصلہ خدا پر چھوڑتے تھے کہ آخرت میں وہی ملے کرے گا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ اس حد تک تو ان کے خیالات عام مسلمانوں کے خیالات سے مختلف نہ تھے لیکن جب شیعوں اور خارجیوں نے اپنے انتہا پسندانہ نظریات کی بنا پر کفر و ایمان کے سوالات اٹھانے شروع کیے اور ان پر جھگڑوں، بحثوں اور مناظروں کا سلسلہ چلا، تو اس غیر جانبدار طبقے نے بھی اپنے نقطہ نظر کے حق میں مستقل دینیاتی نظریات قائم کر لیے جن کا خلاصہ یہ ہے :

- ۱۔ ایمان صرف خدا اور رسول کی معرفت کا نام ہے، عمل اس کی حقیقت میں شامل نہیں ہے اس لیے ترک فرائض اور ارتکاب کبائر کے باوجود ایک شخص مومن رہتا ہے۔
- ۲۔ نجات کا مدار صرف ایمان پر ہے۔ کوئی معصیت ایمان کے ساتھ آدمی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ آدمی کی مغفرت کے لیے بس یہ کافی ہے کہ وہ شرک سے مجتنب ہو اور توحید کے عقیدے پر رہے۔

بعض مُرجِیہ نے اسی انداز فکر کو آگے بڑھا کر یہ قول اختیار کیا کہ شرک سے کم تر جو بُرے سے بُرے افعال بھی کیے جاتیں وہ لامحالہ بخشے جائیں گے۔ اور بعضوں نے اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر کہا کہ آدمی اگر دل میں ایمان رکھتا ہو اور وہ دارالاسلام میں بھی، جہاں کسی کا خوف نہیں، زبان سے کفر کا اعلان کرے یا میت پوچھے یا یہودیت یا نصرانیت میں داخل ہو جائے پھر بھی وہ کامل الایمان اور اللہ کا ولی اور خلیفہ ہے۔ ان خیالات نے معاصی اور فسق و فجور اور

۱۔ الشہرستانی، ج ۱، ص ۱۰۴-۱۰۳۔ الاشعری، ج ۱، ص ۱۹۸، ۲۰۱۔

۲۔ الشہرستانی، ج ۱، ص ۱۰۴۔

۳۔ ابن حزم، الفصل فی الملل والنحل، ج ۴، ص ۲۰۴، المطبعة الادبیہ، مصر، ۱۳۱۷ھ۔

ظلم و ستم کی بڑی بہت افزائی کی اور لوگوں کو اللہ کی مغفرت کا بھروسہ دلا کر گناہوں پر جری کر دیا۔ اس طرز خیال سے ملتا جلتا ایک اور نقطہ نظر یہ تھا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اگر اس کے لیے ہتھیار اٹھانے کی ضرورت پڑے، ایک فتنہ ہے۔ حکومت کے سوا دوسروں کے برے افعال پر ٹوکنا تو ضرور جائز ہے مگر حکومت کے ظلم و جور کے خلاف زبان کھولنا جائز نہیں۔ علامہ ابوبکر جصاص اس پر بڑے تلخ انداز میں شکایت کرتے ہیں کہ ان باتوں نے ظالموں کے ہاتھ مضبوط کیے اور برائیوں اور گمراہیوں کے مقابلے میں مسلمانوں کی قوت مدافعت کو سخت نقصان پہنچایا۔

مُعتزلہ | اسی ہنگامہ خیز دور میں ایک چوتھا طرز فکر پیدا ہوا جس کو اسلامی تاریخ میں "اعتزال" کا نام دیا گیا ہے۔ اگرچہ پہلے تین گروہوں کی طرح اس کی پیدائش خالص سیاسی اسباب کا نتیجہ نہ تھی، لیکن اس نے بھی اپنے وقت کے سیاسی مسائل میں چند قطعی نظریات پیش کیے اور اُس عاقلانہ افکار و آراء میں پوری شدت کے ساتھ حصہ لیا جو اُس وقت سیاسی اسباب سے تمام دنیائے اسلام میں عموماً، اور عراق میں خصوصاً چھڑا ہوا تھا۔ اس مسلک کے بانی و اصل بن عطار ۸۰-۱۲۱ھ (۶۹۹-۷۷۸ء) اور عمرو بن عبیدہ (متوفی ۱۴۵ھ/۷۶۳ء) تھے اور ابتداءً بصرہ ان کی بحثوں کا مرکز تھا۔ ان کے سیاسی نظریات کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ ان کے نزدیک امام کا تقرر یعنی ریاست کا قیام، شرعاً واجب تھا۔ لیکن بعض معتزلہ کی رائے یہ تھی کہ سرے سے امام کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر امت خود عدل پر قائم رہے تو کسی امام کا تقرر فضول ہے۔

۲۔ ان کی رائے تھی کہ امام کا انتخاب امت پر چھوڑا گیا ہے اور امت ہی کے انتخاب سے امامت منعقد ہوتی ہے۔ بعض معتزلہ اس پر فرید شرط یہ لگاتے تھے کہ امامت کے انعقاد کے

للہ المجتہد احکام القرآن، ج ۲، ص ۲۰، المطبعة البیہیہ، مصر، ۱۳۴۷ھ۔

للہ المسعودی، ج ۲، ص ۱۹۱

۱۴۷ ایضاً

لیے تمام امت کا اتفاق ہونا چاہیے اور فتنہ و اختلاف کی حالت میں امام کا تقرر نہیں کیا جاسکتا۔
۳۔ ان کا قول تھا کہ امت جس صالح اور اہل مسلمان کو چاہے امام منتخب کر سکتی ہے اس میں قریشی اور غیر قریشی، یاعربی اور عجمی کی کوئی قید نہیں۔ بعض معتزلہ اس سے آگے بڑھ کر یہ کہتے تھے کہ عجمی کو امام بنانا زیادہ بہتر ہے، بلکہ اگر مولیٰ را آزاد کردہ غلام، کو بنایا جائے تو یہ اور بھی اچھا ہے، کیونکہ اگر امام کے حامی زیادہ نہ ہوں تو ظلم و جور کی صورت میں اسے ہٹانا زیادہ آسان ہوگا۔ گویا حکومت کے استحکام کی یہ نسبت انہیں زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ حکمران کو معزول کرنے میں سہولت ہو۔

۴۔ ان کی رائے میں فاجرا امام کے تحت جمعہ و نماز جائز نہ تھی۔

۵۔ ان کے بنیادی اصولوں میں سے ایک امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی تھا۔ وہ عدل اور راستی سے ہٹ جانے والی حکومت کے خلاف خروج (بغاوت) کو واجب سمجھتے تھے جبکہ ایسا کرنے کی قدرت حاصل ہو اور کامیاب انقلاب برپا کیا جاسکتا ہو۔ چنانچہ اسی بنا پر انہوں نے اموی خلیفہ ولید بن یزید ۱۲۵-۱۲۶ھ (۷۴۳-۷۴۴ء) کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا اور اس کی جگہ یزید بن ولید کو برسر اقتدار لانے کی کوشش کی کیونکہ وہ مسلک اعتزال میں ان کا ہم خیال تھا۔
۶۔ خوارج اور مرجئیہ کے درمیان کفر و ایمان کے معاملہ میں جو جدال برپا تھا اس میں انہوں نے اپنا فیصلہ یہ دیا کہ گناہ گار مسلمان نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ بیچ کی ایک حالت پر ہے۔

۵۱۔ الشہرستانی، ج ۱، ص ۵۱

۵۲۔ المسعودی، ج ۲، ص ۱۹۱

۵۳۔ الشہرستانی، ج ۱، ص ۶۳

۵۴۔ الاشعری، ج ۲، ص ۱۲۴

۵۵۔ الاشعری، ج ۲، ص ۱۲۵۔ المسعودی، ج ۲، ص ۱۹۰، ۱۹۳۔ السیوطی، تاریخ الخلفاء، ص ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴

ان نظریات کے علاوہ ان لوگوں نے صحابہ کے اختلافات، اور پچھلی خلافتوں کے مسئلے میں بھی بے باکانہ اپنے فیصلے صادر کیے۔ واصل بن عطاء کا قول تھا کہ جنگِ جمل اور جنگِ صفین کے فریقین میں سے کوئی ایک گروہ فاسق تھا، مگر یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کونسا فریق فاسق کا مرتکب ہوا تھا۔ اسی بنا پر وہ کہتا تھا کہ اگر علیؑ اور طلحہؓ اور زبیرؓ میرے سامنے ترکاری کی ایک گٹھی پر بھی گواہی دیں تو میں قبول نہ کروں، کیونکہ ان کے فاسق ہونے کا احتمال ہے۔ عمرو بن عبید کی رائے تھی کہ فریقین فاسق تھے۔ حضرت عثمان پر بھی انہوں نے سخت تنقید کی، حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے حضرت عمرؓ کو بھی مطعون کر ڈالا۔ علاوہ بریں بہت سے مفسدہ فانونِ اسلامی کے مآخذ میں سے حدیث اور اجماع کو قریب قریب ساقط کر دیتے تھے۔

سوادِ اعظم کی حالت | ان متحارب اور متشدد گروہوں کے درمیان مسلمانوں کا سوادِ اعظم اپنے خیالات میں انہی نظریات اور اصولوں پر قائم تھا جو خلقِ راشدین کے زمانے سے مسلم چلے آ رہے تھے اور جنہیں جہود صحابہ و تابعین اور عامۃ المسلمین ابتداء سے اسلامی اصول و نظریات سمجھتے تھے۔ مسلمانوں کی بمشکل ۸-۱۰ فی صدی آبادی اس تفرقے سے متاثر ہوئی تھی۔ باقی سب لوگ مسکب جہود ہی پر قائم تھے۔ مگر وہ اختلاف شرمع ہونے کے بعد سے امام ابوحنیفہ کے وقت تک کسی نے ان اختلافی مسائل میں جہود اہل اسلام کے مسکب کی باقاعدہ توضیح نہیں کی تھی جو ایک پرے نظام فکر کی شکل میں مرتب ہوئی، بلکہ مختلف فقہاء و محدثین مختلف مواقع پر اپنے اقوال و فتاویٰ روایات، یا طرزِ عمل سے منتشر طور پر اس کے کسی پہلو کو واضح کرتے رہتے تھے۔

[illegible]

۳۳۱ ایضاً، ص ۳۳-۳۳۲۔ ایضاً، ج ۱، ص ۳۰۴

کتابہ ایضاً: ص ۳۹ - ۱۳۸